لجنہ تعلیم لیسن پلان

مہینہ: اکتوبر ۲۰۱۷ء

سبق کے مقاصد:

۔سورۃ البقرہ چوتھے رکوع کی تشریح اور اہم نکات سمجھنا۔

وقت	مشق و تاثرات	ذرائع
۲۰ منٹ	تشریح	سورۃ البقرہ چوتھا رکوع

آیت ۳۱: یہاں خلیفہ سے مراد آدم ہیں کیونکہ خلیفہ اُسے کہتے ہیں جو کسی کی نیابت میں احکام واوامر کو جاری کرے۔پس چونکہ آدم خدا تعالیٰ کے نبی ہونے والے تھے اور اس کے احکام کو دنیا میں جاری کرنے والے تھے ان کا نام خلیفہ رکھا گیا۔
اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم کو اِسی دنیا میں پیدا کیا گیا نہ کہ جنت میں رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

آیت ۳۲: اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر الفاظ میں نہیں فرمایا کہ کیا نام سکھائے لیکن اگر ہم قرآن کریم کو غور سے دیکھیں تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسماء سے کیا مراد ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانوں کے متمدن ہونے کی صورت میں ان کے لئے ایک زبان کی ضرورت تھی اور اللہ تعالیٰ نے ضرور آدم کو زبان کا علم سکھایا ہوگا لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے ایک خاص اسماء بھی ہیں جن کا سیکھنا انسان کے دین اور اخلاق کی تکمیل کے لئے ضروری ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سکھا سکتا۔
جب یہ ثابت ہو گیا کہ اسماء الٰہیہ کا آدم کو سکھانا ضروری تھا تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جن اسماء کے سکھانے کا اس آیت میں ذکر ہے ان میں اسمائے الٰہیہ ضرور شامل تھے۔فرشتے وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں کہا جاتا ہے۔لیکن انسان ہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے علم دے کر مقدرت دی ہے کہ وہ جو راستہ چاہے اپنے لئے اختیار کرے۔پس صفات الٰہیہ کا کامل علم انسان کو ہی حاصل ہوتا ہے ملائکہ کو نہیں۔

آیت ۳۳: ملائکہ نے ان وجودوں کے دکھلائے جانے پر کہا کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ ہمیں تو اُسی قدر علم ہے جس قدر تو نے ہمیں دیا ہے تو بہت جاننے والا اور حکمت والا خدا ہے۔ یعنی آدم کی خلافت کا مسئلہ ہماری سمجھ میں نہ آیا تھا اور ہمارا خیال تھا کہ اس وجہ سے خونریزی اور فساد ہوگا مگر اب ہم سمجھ گئے ہیں کہ اس حالت کا پیدا کرنا حکمت سے خالی نہیں اور یہ فعل تیرے حکیم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

آیت ۳۴: گو فرشتوں نے اجمالی طور پر انسانی پیدائش کی غرض کو سمجھ لیا تھا مگر دلیل کو مکمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ ان کاملین کے خواص اور خصائص کو جو اس کی امت یا نسل میں ہونے والے تھے بیان کرے تا کہ وہ حقیقت جو علمی طور پر ظاہر تھی عملی طور پر بھی ظاہر ہو جائے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ زمین کی ضرورتوں کو بہتر طور پر جانتا ہے اور آسمانی فضل کی بارشیں جس طرح زمین پر نازل ہونا چاہتی ہیں اور اس کی صفات کا جو تقاضا ہے اسے بھی بہتر طور پر جانتا ہے۔

آیت ۳۵: یہ واضح کر دینا مناسب ہوگا کہ اس آیت میں سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ اس طرح اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کے یہ معنی نہیں کہ آدم کو سجدہ کرو بلکہ یہ معنی ہیں کہ آدم کے خلیفہ بننے کے بسبب خدا تعالیٰ کو سجدہ کرو کہ اس نے ایک ایسے اچھے نظام کو قائم کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دلائل اور مشاہدات سے فرشتوں پر ثابت کر دیا کہ آدم کی خلافت اللہ تعالیٰ کے پُرحکمت افعال میں سے ہے تو اس نے ملائکہ کو کہا کہ اس خوشی میں اب تم میرے حضور سجداتِ شکر بجالاؤ۔ یہ حکم ویسا ہی ہے جیسے خدا پرست لوگوں کو جب کوئی خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ سجدہ کسے کرو اِس کے اظہار کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سجدہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو جائز ہی نہیں۔

آیت ۳۶: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدم اور اس کی بیوی یا آدم اور اس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ آدم کا مولد عراق کا علاقہ ہی تھا اور جس جنت کا ان کے متعلق ذکر آتا ہے وہ بھی اسی علاقہ کا کوئی مقام تھا جس مقام کے آرام دہ ہونے اور اس اچھے نظام کی وجہ سے جو آدم نے قائم کیا جنت کہا گیا ہے۔ یہ خیال کہ آدم کو اس جنت میں رکھا گیا تھا جس میں نیک انسان بعد الموت جائیں گے باطل ہے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں اور یہ امر خلافِ عقل ہے کہ آدمؑ کو انتظام تو دنیا کا سپرد کیا گیا اور رکھا انہیں آسمان پر گیا۔

آیت ۳۷: اَزَلَّ کے لفظ میں یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ جس شخص سے وہ فعل ہوا اس کا اس میں ارادہ نہ تھا پس معنی یہ ہوں گے کہ اس

درخت کے ذریعہ سے شیطان نے آدم کا قدم پھسلا دیا لیکن آدم کا اس میں ارادہ شامل نہ تھا سب کچھ دھوکے اور فریب سے ہوا۔
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا اور ہم نے کہا کہ جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے یعنی اس دشمنی کو یہیں ختم نہ سمجھنا یہ دشمنی آئندہ جاری رہے گی اور ہر نبی کے وقت میں پھر شیطان اسی طرح حملہ کرنے کی کوشش کیا کرے گا۔

آیت ۳۸: قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم کو شیطان نے دھوکا دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی غلطی سے آگاہ کیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دُعا کی ''یعنی اے ہمارے ربّ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری غلطی کو معاف نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے'' اس آیت میں ایک لطیف بات بتائی گئی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کی جاذب زیادہ تر وہی دعائیں ہوتی ہیں جو وہ خود سکھاتا ہے انسان کو چاہئے کہ اللہ سے ایسا مضبوط تعلق پیدا کرے کہ جب وہ کسی مصیبت یا مشکل میں گرفتار ہو تو آدم اور دوسرے بزرگوں کی طرح اللہ تعالیٰ خود ہی اسے وہ دُعا سکھلا دے جس کے مانگنے سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر سکے۔

آیت ۳۹: اس آیت میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ آدم کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو لوگوں کو نیکی اور ہدایت کی طرف بلاتے رہیں گے۔ اور ایسے لوگ جو ہدایت کو مان لیں گے وہ اسی دنیا میں جنت میں آجائیں گے یعنی ان کے دلوں میں ایسی ایمانی قوت پیدا ہو جائے گی کہ ہر حالت میں ان کے دل مطمئن رہیں گے۔ اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آدمؑ کے بعد وحی کا سلسلہ ختم نہیں ہو گیا بلکہ اسی وقت سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ آئندہ بھی وحیٔ الٰہی آتی رہے گی اور اس کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہیں گے۔

آیت ۴۰: یعنی جو لوگ ہدایت کو چھوڑ کر ان نشانوں کا انکار کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی شناخت کے لئے اُس وقت پیدا کئے ہوں گے وہ ایک آگ میں پڑ جائیں گے اور دلی اطمینان اور قلبی راحت ان کو حاصل نہ ہو گی خواہ بظاہر نعمتوں میں گھرے ہوئے ہوں اور موت کے بعد سزاؤں کے وارث ہوں گے۔
یہاں خٰلِدُوْنَ سے مراد یہ معنی نہیں کہ وہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ اسلام دائمی عذاب کا قائل نہیں بلکہ دوزخ کو ایک شفاخانہ کی طرح قرار دیتا ہے جس میں لوگ صرف اصلاح کے لئے داخل کئے جائیں گے۔ اسلام کا خدا غیظ اور کینہ کے طور پر انتقام نہیں لیتا بلکہ وہ سزا کی یہ وجہ بیان فرماتا ہے کہ انسان کی اصلاح ہو جائے۔ جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے۔